Dr. Rizwana Perween

R.N College Hajipur Vaishali

B.A Part-2

Paper-3

Topic:- Dastan Benazir ka warid hona Badar Monir ke.

Time-1:30-2:20 P.M

Date:- 07-10-2020

داستان وارد ہونا بے نظیر کا باغ میں بدر منیر کے

کدھر ہے تو اے ساقیِ شوخ رنگ
کہ آیا ہوں میں بیٹھے بیٹھے بہ تنگ

پلا مجھ کو دارو کوئی تیز و تند
کہ ہوتا چلا ہے مرا ذہن کند

مرے توسنِ طبع کو پر لگا
مجھے یاں سے لے چل فلک پر اڑا

سنو ایک دن کی تم یہ واردات
اٹھا سیر کو بے نظیر ایک رات

ہوا ناگہاں اس کا اک جا گزر
سہانا سا اک باغ آیا نظر

سفید ایک دیکھی عمارت بلند
کہ تھی نور میں چاندنی سے دوچند

وہ چھٹکی ہوئی چاندنی جابجا
وہ جاڑے کی آمد وہ ٹھنڈی ہوا

وہ نکھرا فلک اور مہ کا ظہور
لگا شام سے تا صبح وقتِ نور

یہ عالم جو بھایا تو کوٹھے پہ آ
اتر اپنے گھوڑے سے اور سر جھکا

لگا جھانکنے اس مکاں کے تئیں
کہ دیکھوں تو یاں ہے کوئی نازنیں

جو دیکھا تو ایسا کچھ آیا نظر
کہ سب کچھ گیا اس کے جی سے اتر

کہا جی سے اب تو جو کچھ ہو سو ہو
ذرا چل کے اس سیر کو دیکھ لو

یہ کہہ نیچے اترا دبے پاؤں وہ
نظر سے بچائے ہوئے چھاؤں وہ

الگ کھول ہاتھوں سے واں کے کواڑ
چلا سایہ سایہ درختوں کی آڑ

تھے اک طرف گنجان باہم درخت
کہ لپٹے ہوں جس طرح مشتاق سخت

لگا واں سے چھپ چھپ کے کرنے نظر
درختوں سے جوں ماہ ہو جلوہ گر

جو دیکھی تو صحبت عجب ہے وہاں
عجب چاندنی ہے عجب ہے سماں

عجب صورتیں اور طرفہ محل
چلا دیکھتے ہی دل اس کا نکل

ملی جنس کی اپنے جو اُس کو بُو — لگا تکنے حیرت سے ہر ایک سو
نظر آئی واں چاندنی کی بہار — کہ آنکھوں نے کی خیرگی اختیار
در و بام یک لخت سارے سپید — ہر اک طاق محراب صبحِ اُمید
مغرق زمیں پر تمامی کا فرش — جھلک جس کو لے فرش سے تا بہ عرش
زمیں کا طبق آسماں کا طبق — سُنہرے روپہلے ہوں جیسے ورق
بلوریں دھرے ہر طرف سنگِ فرش — کہ جس سے منوّر ہے رنگِ فرش
گئی اس کے عالم پہ جس دم نگاہ — اور آئی نظر اُس میں اِک رشکِ ماہ
طرح اُس کی ہر دل کے مانوس تھی — کہ وہ گویا شیشے کی فانوس تھی
کہیں دیکھ اس کے تئیں ہوشمند — پری کو کیا ہوگا شیشے میں بند
ہر اک سمت واں نور کا ازدہام — لگے آئینے قدِ آدم تمام
لپیٹے ہوئے بادلوں سے درخت — زمین و ہوا صاحبِ تاج و تخت
مُکتب وہ چوپڑ کی پاکیزہ نہر — پڑے چشمۂ ماہ سے جس میں لہر
لبِ نہر پر صاف جو غور کی — تو پٹری تھی وہ ایک بلّور کی
پڑے اس میں فوارے چھٹتے ہوئے — ہوا بیچ موتی سے لٹکے ہوئے
مقرّض پڑا اُس میں مقیش جو — گرا ماہ واں رشک سے پُرزے ہو
لئے گود مقیش چھوٹے بڑے — ہر اک جا ستارے اُڑاویں کھڑے
غرض اپنی صورت سے تاروں کو توڑ — زمیں کو فلک کا بنایا تھا جوڑ
ہوا میں وہ جگنو سے چمکیں بہم — ملیں جلوۂ مہ کو زیرِ قدم
فقط چاندنی میں کہاں طور یہ — کہ قطرہ نہ جب تک ملے اور یہ
زمانہ زر افشاں ہوا زر فشاں — زمیں سے لگا تا سما زر فشاں
گُل و غنچہ زرّیں و تاج و خروس — زمینِ چمن سب جبینِ عروس
خراماں زری پوش ہر ماہ وش — گریں دیکھ کر مہر و مہ جن کو غش
کھڑا ایک نمگیرہ زر نگار — کہ تھے جس کی جھالر پہ موتی نثار

جڑاؤ دو استادوے الماس کے
ڈھلے ایک سانچے میں اِک راس کے

کھنچی ڈوری اِک طرف زرتار کی
لڑی جوں کناری کے ہوں ہار کی

کہوں کیا میں جھالر کی اس کی پھبن
کہ سورج کے ہو گرد جیسے کرن

مغرق بچھی مسند اِک جگمگی
کہ تھی چاندنی جس کے قدموں لگی

نہ پھولے سماتے تھے تکیہ دھرے
کہ تھے وہ فقط حُسن ہی سے بھرے

بلوریں صراحی وہ جامِ بلور
دل و دیدہ وقفِ تماشائے نور

زمیں نور کی آسماں نور کا
جدھر دیکھو اودھر سماں نور کا

چمن سارے داؤدیوں سے بھرے
جوانانِ شبّو کے ہر جا پرے

ستاروں کا مہتاب میں جال یوں
کہ چونے کے پانی میں قطرے ہوں جوں

اگر کیجیے سایہ اوپر نگاہ
تو ہے وہ بھی جوں سایۂ مہر و ماہ

کرے ہے نگہ جس طرف کو گذر
بجز نور آتا نہیں کچھ نظر

کروں کون سے حُسن کو انتخاب
ہر اِک آئینے میں وہی ماہتاب

نظر جس طرف جائے نزدیک و دور
اُسی ایک مہ کا ہے ہر جا ظہور

نکل اپنی وحدت سے کثرت میں آ
وہی نور ہے جلوہ گر جا بجا

نئے رنگ سے ہر طرف ماہتاب
وہی ایک نکتہ کہ جس کی کتاب

حقیقت کی لیکن بصارت بھی ہو
کہ دیکھے نہ اُس کے سوا غیر کو